بلوچستان کی ترقی پسند سیاست میں میر غوث بخش بزنجو کا کردار:ایک جائزہ اورتجزیہ

ڈاکٹر گل آور خان*
ڈاکٹر جلال فیض**

Abstract

This paper aims at critically examine and investigate the role of Mir Ghaus Bakhsh Bizenjo in the progressive politics of Balochistan. The paper also highlights brief history of the process of incorporation of the Kalat state (Kalat Confederacy - Balochistan) into the Pakistani federation. It discusses, but very briefly, the history of the Kalat state and its downfall into the hands of the British and then its incorporation into Pakistan. The main argument of the paper is that Mir Ghaus Bakhsh Bizenju was a pragmatic politician and was able to change with the changing circumstances. He proved to be the real political leader of the depressed people of Balochistan in particular and Pakistan in general. However, this paper has also highlighted some regrets of Mir's political role in the last days of his life.

تعارف

اس سے پہلے کہ میر غوث بخش بزنجو کی بات کی جائے یہاں پر لازم ہے کہ سب سے پہلے صوبہ بلوچستان کی بات کی جائے اور اس صوبے کی اہمیت اور سیاسی پس منظر پیش

* فیکلٹی آف ایس ایس ایم اینڈ آئی ٹی لسبیلہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر ،واٹر اینڈ میرین سائنسز، اوتھل، لسبیلہ، بلوچستان، پاکستان

کر کے یہ دیکھا جائے کہ یہ صوبہ پاکستان کا حصہ کیسے بنا اور تاریخ پیدائش سے لیکر وفات تک میر صاحب کا بلوچستان کی قوم پرستانہ سیاست میں کیا کردار رہا ؟

تاریخی لحاظ سے بلوچستان کا خطہ مختلف حکمرانوں اور شہنشاہوں کے زیرِ تسلط رہا جن میں اہم یہ ہیں۔

(۱) سکندراعظم (550-3238 BC) (۲) ساسانید شہنشاہ (227-651 AD) (۳) رائے شہنشاہ آف سندھ (489-690 AD) (۴) عرب (632-750 AD) اور اس کے بعد بہت سارے فاتحین اور حکمران بلوچستان پر حکومت کرتے رہے۔ دوسرے یہاں تک کہ 1839-1947 تک بلوچستان برطانیہ کے زیرِ تسلط رہا[۱]۔ تاریخ میں بلوچستان کو مختلف ناموں سے یاد کیا گیا ہے مثال کے طور پر سکندراعظم کے زمانے میں اس کا نام گدروشیہ تھااور ساسانید بادشاہت کے زمانے میں اس کا نام توران تھا۔ میر نصیر خان نوری اول (1749-1817) کے دورِ حکومت میں اس کا نام بلوچستان رکھا گیااور تب سے یہ بلوچستان کہلایا جاتا ہے۔[۲] بلوچستان کو قلات کانفیڈریسی اور بلوچ کانفیڈریسی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔[۳] تاریخی کتب کے مطابق پہلی بلوچ کانفیڈریسی 1666-67 میں قائم کی گئی اور قلات کو اس کا دارالحکومت بنایا گیا۔بعد میں نصیر خان نوری اول (جو کہ پانچواں خان تھا) نے مختلف بلوچ قبائل کو یکجا کر کے ریاستِ قلات کے زیرِ سایہ لایا۔ تاہم نصیر خان نوری 1st کے وفات کے بعد (1817) میں مختلف وجوہات کی بنا پر مختلف قبائل اور سرداروں میں مسائل پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے حکمرانی کرنا مشکل ہو گیا اندرونی جھگڑوں نے اور کئی اہم سرداروں کے قتل نے ریاستِ قلات کو اس قدر کمزور کردیا تا کہ روس کی پہنچ برطانیہ کی سلطنت سے دور رکھا جائے[۴] برطانیہ بلوچستان میں اس لئے داخل ہوا تاکہ وہ روس کا تسلط اور دراندازی کو روک سکیں اور برطانیہ کی حکومت کو بچا سکیں۔

اس خدشے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے تاجِ برطانیہ اور اُس وقت کے خان[۵] کے درمیان 1839 کا معاہدہ ہوا جس کے تحت خان نے تاجِ برطانیہ کو اجازت دی کہ وہ ملکِ بلوچستان میں آمدورفت کر سکتے ہیں اس کے بعد 1841 کا معاہدہ کیا گیااور پھر 1854 کا

معاہدہ کیا گیا۔[۶] اور اس طرح 1851 کے معاہدے کے تحت یہ طے پایا کہ تاجِ برطانیہ اور ریاستِ قلات کے درمیان ایک مسلسل دوستی ہوگئی اور خانِ قلات برطانیہ حکومت سے مکمل تعاون کرے گااور برطانیہ کے زیرِ تسلط رہے گا۔ تاہم خان قلات امن قائم نہ کر سکااور ریاستِ قلات خلفشار کا شکار رہی۔ اور برطانوی حکومت اپنی آمدورفت سندھ سے کوئٹہ تک نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے حکو متِ برطانیہ نے 1872 سے اپنی پالیسی تبدیل کردی اور ایسی پالیسی اختیار کر لی کہ ڈائریکٹ قلات کے معاملات کو سنبھالا جا سکے اور اس علاقے کو روس کے تسلط سے بچایا جا سکے۔ اور اس طرح 1876 کے معاہدے کے تحت جو کہ حکومتِ برطانیہ اور خان آف قلات کے درمیان طے پایا برطانیہ قلات کے تمام معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیں اور خان قلات کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ کسی بھی ملک سے تعلقات استوار کرسکیں اور حکومتِ برطانیہ اس کے بدلے اس کے لئے تیار ہو ا کہ وہ ریاستِ قلات کی آزادی کا خیال بھی رکھے گے اور بوقت ضرورت قلات کی مدد کریں گے۔[۷] پس اس طرح سے بلوچستان برطانوی حکومت کے زیرِ سایہ رہا اور جب برطانیہ نے ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ہندوستان چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے جا رہا ہے کیونکہ دنیا میں قومی تحریکیں عروج پر تھیں اور دنیا آزادی کی طرف بڑھ رہی تھی اور قومیت کے نام پر ریاستیں بن رہی تھیں اس لئے ہندوستان کی تقسیم کو برطانیہ نہ روک سکی۔

جب۳ جون۱۹۴۷ء کو برطانیہ حکومت نے اعلان کر دیا کہ دو ریاستیں (پاکستان اور ہندوستان) بنائے جائیں گے اور تمام شاہی ریاستوں کو اجازت دی گئی کہ وہ ان دونوں میں سے کسی بھی ملک میں شامل ہو سکتے ہیں[۸] برطانیہ نے پاکستان کے ساتھ مل کر ریاستِ قلات کی جغرافیائی اور سیاسی خدوخال کو مدنظر رکھ کر اس کو پاکستانی ریاست کا حصہ بنایا۔ [۹]

میر غوث بخش کا کردار اور بلوچ نیشنلسٹ مومنٹ:

جس زمانے میں میر غوث بخش بزنجو نے آنکھ کھولی اُس زمانے میں اکثر بلوچ گھرانوں کی تاریخ پیدائش لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ میر صاحب کے بقول وہ 1918 میں

شانک جھاؤں کے گاؤں میں پیدا ہوئے۔ جھاؤں کراچی کے شمال مغرب میں تقریباً 150 کلو میٹر کے فاصلے پر دریائے ہنگول کے کنارے آباد ہے۔[۱۰]

میر غوث بخش بزنجو کی عمر چار برس تھی کہ والد کا انتقال ہو گیااور پھر اُس کی کفالت میر کی والدہ کے زیرِ اثر رہا۔ اور میر صاحب کو تقریباً پانچ برس کی عمر میں سنڈیمن ہائی اسکول کوئٹہ میں داخل کرا دیااور اس طرح 1925 سے 1935 تک سنڈیمن ہائی اسکول میں زیرِ تعلیم رہا۔[۱۱]

تاہم 1935 کے زلزلے کے بعد (جس نے کوئٹہ شہر کو کھنڈر بنا دیا) میر غوث بخش بزنجو اپنی والدہ کے ہمراہ کراچی منتقل ہو گئے اور سندھ مدرسہ ہائی اسکول میں اپنی تعلیم جاری رکھی۔ اور اس طرح 1937 ء میں علی گڑھ یونیورسٹی چلے گئے جہاں سے انہوں نے اپنی چار سال کی تعلیم بھی پوری کرلی اور ایک اچھا فٹبالر ہونے کی وجہ سے علی گڑھ یونیورسٹی سے فٹبال ٹیم میں کھیلتا رہا اور کئی اہم ہندوستانی شہر دیکھے اور ان سے انہوں نے بہت کچھ سیکھا جب وہ ہندوستان سے واپس آئے تو میر بزنجو نے سیاست میں پہلا قدم تب رکھا جب وہ بلوچ لیگ (جو کہ ایک پارٹی تھی اور جو بلوچ دانشوروں نے کراچی میں بنائی تھی) میں شامل ہو گئے۔ قلات نیشنل پارٹی (KSNP) جو کہ 1937 میں بنی تھی اُن کا سالانہ اجلاس 1939 میں مستونگ میں منعقد کیا جا رہا تھا تو غوث بخش بزنجو نے اس میں بلوچ لیگ کراچی کی طرف سے نمائندگی کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس اجلاس کو کچھ بلوچ سردار پسند نہیں کرتے تھے اور اس اجلاس پر ایک قبائلی قوت نے حملہ کیا اور اس اجلاس کو خراب کیا۔ اور سارا الزام قلات سٹیٹ نیشنل پارٹی کے عہدیداروں پر لگایا گیااور اس طرح کئی سرکردہ لیڈران کو حراست میں لیا گیا۔ اور کئی کو قلات سے نکال دیا گیا[۱۲] اس کے بعد غوث بخش بزنجو قلات سٹیٹ نیشنل پارٹی کے ممبر بنے اور قومی سیاست میں سرگرم رہے۔

جب برطانیہ نے یہ فیصلہ کر ہی لیا کہ ہندوستان کو تقسیم کر لیں گے تو اُس وقت کے خان میر احمد یار خان نے شروع میں قلات (بلوچستان) کو ایک آزاد ریاست کے طور پر منوانے کی پوری کوشش کی۔ اور اس طرح ۱۱ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک معاہدہ ہواجس میں

ریاستِ قلات کو ایک آزاد ریاست کے طور پر مان لیا گیا[۱۳] تاہم کچھ 9 مہینے بعد خان آف قلات نے پاکستان میں شامل ہو اور یہ کوشش حکومتِ پاکستان اور برطانوی افسر کر رہے تھے کہ قلات پاکستان کا حصہ رہے۔ مگر خان میر احمدیار خان نے قلات کی شمولیت کا سوال دارالعوام اور دارالامراء (جو کہ قلات کا پارلیمنٹ تھا) کے سپرد کیا۔ میر غوث بخش بزنجو جو کہ دارالعوام کا ممبر تھااپنی ایک تقریر میں اس طرح سے کہا کہ برطانیہ کی حکومت نے طاقت کے ذریعے بہت سارے ایشیائی ممالک کو غلام بنایا۔ برطانیہ کی حکومت ظالم ہے اور اس نے ہماری آزادی غصب کر لی۔ ہم ہندوستان کا کبھی بھی حصہ نہیں رہے

تاہم حالات تیزی سے بدلتے گئے اور میر غوث بخش بزنجو نے احساس کر لیا کہ اب علیحدہ نہیں رہا جا سکتا اور برطانوی حکمرانوں نے اور گورنمنٹ آف پاکستان نے فیصلہ کر ہی لیا ہے کہ قلات بلوچستان کو پاکستانی فیڈریشن کا حصہ بنائیں گے۔ لہٰذا میر صاحب کی سوچ تبدیل ہوگئی اور پاکستان میں رہتے ہوئے بلوچستان کے حقوق کی بات شروع کر دی۔

جب 1955 میں ایک یونٹ کا اعلان کر دیا گیا اور موجودہ پاکستان کے تمام صوبوں اور ریاستوں کو ملا کر ایک یونٹ بنایا گیااور بنگال کو دوسرا یونٹ بنایا گیا۔ تو غوث بخش بزنجو ، پرنس عبدالکریم، میر گل خان نصیر، محمد حسین عنقااور قادر بخش لقمانی نے استمان گل پارٹی کی بنیاد رکھی جس کا مطلب عوام کی پارٹی کے ہیں۔ اس پارٹی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ون یونٹ سسٹم کو ختم کر کے توڑ دے اور ایک صحیح معنوں میں فیڈریشن بنایا جائے۔

اس طرح 1957 میں کئی پشتون قوم پرست ، سندھی قوم پرست اور بلوچ قوم پرستوں نے (NAP) نیشنل عوامی پارٹی بنائی۔غوث بخش بزنجو نیشنل عوامی پارٹی کے سرکردہ لیڈران میں سے تھا۔ کہتے ہیں کہ جب 1970-71 میں مشرقی پاکستان کا مسئلہ شروع ہو گیا تو اُس وقت میر صاحب نیشنل عوامی پارٹی کے بلوچستان برانچ کے جنرل سیکریٹری تھے اوروہ ولی خان کے ساتھ شیخ مجیب الرحمٰن کے پاس گئے اور اُس کو حکو متِ وقت کے ساتھ بات چیت پر راضی کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر صاحب پاکستان کے ٹوٹنے کے حق میں نہیں تھے بلکہ وہ ایک اچھی کارآمد اور مضبوط فیڈریشن چاہتے تھے جس میں تمام قوموں

کی نمائندگی ہو اور کسی کا حق غصب نہ کیا جائے۔

بہرحال ۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد ایسٹ پاکستان کے علیحدگی کے بعد میر غوث بخش بزنجو بلوچستان کے گورنر بنے اور سردار عطاء اللہ مینگل بلوچستان کے چیف منسٹر بن گئے۔

اب چونکہ اپنوں نے بلوچستان اور بلوچ عوام کے لئے کام شروع کیا تو اُس وقت کے وزیرِاعظم ذوالفقار علی بھٹو سے یہ برداشت نہیں ہوا کہ کوئی اُن سے اچھا کام کرے اور آگے نکل جائے ۔ ذوالفقار علی بھٹو نے نیشنل عوامی پارٹی کی لیڈر شپ پر طرح طرح کے الزامات لگائے اور اُن کی حکومت برخاست کر دی اور کئی اہم بلوچ اور پشتون قوم پرستوں کو نظر بند کر دیا گیاجس میں سرکردہ کے نام یہ ہیں۔ سردار عطاء اللہ مینگل، ولی خان، غوث بخش بزنجو، نواب خیر بخش مری وغیرہ اور اس طرح کل ملا کے 60-50 سرکردہ بلوچ اور پشتون قوم پرست 1973 سے 1977 تک جیل میں رہے اور اُن پر ملک توڑنے کا مقدمہ چلایا گیا[۱۵]

جب ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کیا اور ذوالفقار علی بھٹو کو ۱۹۷۹ میں پھانسی دی گئی تو ضیاء نے تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا اور جیل سے نکلنے کے بعد میر غوث بخش بزنجو نے اپنی پارٹی پاکستان نیشنل پارٹی(پی این پی) بنائی اور اس پارٹی کے صدر رہے اور آخر کار 1989 میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔

تجزیہ اور نتیجہ

میر غوث بخش بزنجو پوری زندگی ایک دانشمند اور فیصلہ جوہ شخصیت رہے ۔ آپ کو بابائے بلوچستان اور بابائے مذاکرات کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے آپ میں مذاکرات کرنے کی خصلت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور وہ ہر مسئلے کا حل مذاکرات کے ذریعے ہی سے نکالتے تھے ۔ وہ جنگ و جدل کے حق میں نہیں تھے بلکہ تمام معاملات کا حل بات چیت کے ذریعے ہی نکالتے تھے۔

میر غوث بخش بزنجو اگر چہ ایک مدلل اور میانہ رو سیاست دان تھے جس کا کردار

بلوچستان کی قوم پرستانہ سیاست میں انتہائی اہمیت کا حامل تھا لیکن بہت سارے ناقد یہ سمجھتے ہیں کہ میر بزنجو کی سیاست کا رُخ اُن کی عمر کے آخری حصے میں بہت زیادہ وفاق پرست تھا۔ اس بات پر بہرحال کوئی دو رائے نہیں کہ میر بزنجو نے چند مرعات کی خاطر پاکستان مسلم لیگ میں بھی ایک عرصہ کے لئے شمولیت اختیار کی تھی جس کا دفاع میر بزنجو بعد میں خود کرنے سے قاصر رہے اپنی عمر کے آخری ایام میں میر بزنجو خود اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اُن کا جس طرح نواب خیر بخش مری اور دوسرے سخت گیر قوم پرستوں سے بلوچستان کی خود مختاری پر اختلاف رہا وہ کسی بھی طرح بلوچ قوم اور بلوچستان کے حق میں نہیں تھا۔ جس نے میر بزنجو کی سوانح عمری لکھی ۔ لکھتے ہیں کہ میر بزنجو کو اس چیز کا بہت حد تک احساس تھا کہ پاکستان کی وفاق کا ڈھانچہ کسی بھی طرح چھوٹے صوبوں کو حق دینے کا متحمل نہیں ہو سکتا ، جس کا بر ملا اظہار نواب خیر بخش مری اپنی پوری عمر کرتے تھے۔

لیکن قطعہ نظر اس بات کے کہ میر بزنجو نے بہت سارے ایسے سیاسی اقدام اٹھائے ہیں جو کہ بہرحال بلوچ اور بلوچستان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئے، میر بزنجو نے بلوچستان کے سخت گیر قبائلی معاشرہ میں قوم پرستی کی سیاست اور سوچ کو پروان چڑھا کے بلوچستان کی سیاسی تاریخ میں اپنا بہت بڑا مقام بنایا۔ چاہے نیشنل عوامی پارٹی کا پلیٹ فارم ہو یا پاکستان نیشنل پارٹی کا ، میر بزنجو نے بلوچستان کے کونے کونے کا دورہ کرکے غریب اور معاشرتی ، معاشی اور سیاسی طور پر کمزور بلوچوں کو اس بات کی اہمیت سے آشکار کرایا کہ قوموں کی تاریخ میں سیاسی جدوجہد اور خواندگی کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے ۔ وہ نہ صرف اس کا پرچار کرتے تھے بلکہ جب وہ بلوچستان کے پہلے با ضابطہ گورنر تعینات ہوئے تو اس نے تعلیم اور صحت کے میدان میں بہت ہی دیرپا کارنامے انجام دیے۔

مثال کے طور پر اپنے 9 مہینے کے دورِ اقتدار میں انہوں نے بلوچستان کے طول و عرض میں 52 کالجز ، ایک میڈیکل کالج اور ایک یونیورسٹی قائم کرائی۔ اسی طرح بلوچستان کے قریباً ہر چھوٹے بڑے دیہات میں پرائمری اسکول کا قیام عمل میں لائے۔

ناقد جو بھی کہیں بلوچستان کا کوئی بھی ذی شعور سیاسی کارکن اس بات سے انکار نہیں

کر سکتا کہ میر غوث بخش بزنجو نے بلوچستان کی سیاست کو جس نہج میں ڈالا ہے وہ آج بھی نا صرف بلوچ قوم پرستوں کیلئے ایک مشعل راہ ہے بلکہ بہت سارے سیاستدان بھی میر بزنجو کے سیاسی فلسفے سے انکار نہیں کر سکتے۔میر غوث بخش بزنجو اس با ت کے قائل تھے کہ بلوچستان کا معاشرہ جو کہ قبائلی اور نیم قبائلی ہے کسی طرح اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ سرداروں اور نوابوں کے بغیر سیاست کی جائے اسی لئے میر بزنجو کا ان سیاسی عناصر سے ہر وقت اختلاف رہا جو یہ سمجھتے تھے کہ بلوچستان کا ایک بنیادی مسئلہ چوں کہ قبائلیت ہے لہذا سب سے پہلے اسی لئے سرداروں اور نوابوں کے خلاف سیاسی جنگ لڑی جائے جو بلوچستان میں قبائلیت کو پروان چڑھاتے ہیں لیکن یہی قوم پرست جو میر غوث بزنجو سے قبائلیت کے نقطہ پر اختلاف رکھتے تھے انہی سرداروں اور نوابوں سے بغل گیر ہو کے بلوچستان کی آزادی کی با ت کر تے ہیں۔اس کے علاوہ میر غوث بخش بزنجو پاکستان کے بائیں بازو کے دانشوروں اور سیاستدانوں میں ایک بڑا مقام رکھتے تھے۔

کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے چوٹی کے رہنما میر غوث بخش سے بہت زیادہ قربت رکھتے تھے چاہے سید حسن ہو یا سجاد ظہیر یا پھر عابد حسن منٹو یا پروفیسر کرار حسین وہ میر بزنجو کے قریبی دوست اور رفقاء تھے۔ اس قربت کی وجہ سے میر غوث بخش بزنجو کی آزاد خیال سیاسی روش تھی جو ہر وقت اس بات کا پرچار کرتے تھے کہ پاکستان کے غریب اور کمزور طبقہ یہاں کے سردار ، جاگیردار اور سیاسی قوتوں کے ہاتھوں پس رہے ہیں وہ اس کا حل اُن کمزور طبقوں کے سیاسی شعور اور بیداری میں دیکھتے تھے۔

حوالہ جات

1. Naseer Dashti, *The Baloch and Balochistan: An Historical Account from the Beginning to the fall of the Baloch State,* USA: Trafford rev Publishers (2012), p. 32.
2. Shah Muhammad Marri, *Baloch Qum Ihde Qadeem Se Riyasat kiTashkeel Tashkeel Tak (Urdu).* City Book Point: Karachi, (2010). p. 44.
3. Hameed Baloch, *Makran: Ahdi Qadeem Sey Ahdi Jadded Tak,* City Book Point: Karachi, (2009), p. 110
4. Mir Ahmed Yar Khan Baluch, *Inside Baluchistan: A Political Autobiography of his Highness Baiglar Baigi, Khan-e-Azam-XIII.* (2nd eds.), Karachi, Pakistan: Royal Book Agency, (1975), p. 22
5. Inayatullah Baluch, *The Problem of Greater Baluchistan: A study of Baloch Nationalism,* Stuttgart: Steiner-Verlag-Wiesbaden-GmbH, (1987), p. 116
6. The Imperial Gazetteer of India, (1908). Argaon - Bardwan, V.6. Oxford: The Clarendon press, [online] Available from: <http://dsal.uchicago.edu/reference/gazetteer/>
7. FrahanHanif Siddiqi, *The Politics of Ethnicity in Pakistan: The Baloch, Sindhi, and Mohajir Ethnic Movements,* London and New York: Routledge, (2012), p. 117
8. Hameed Baloch, *Balochistan Papers: Selected Documents on Kalat State and its Territories from 1925 to 1948,* Sayad Hashmi Reference Library Karachi: Pakistan, (2007). p. 55.
9. Gulawar Khan, *the politics of federalism, nationalism, and separatism: the case of Balochistan in Pakistan,* PhD Thesis, University of Westminster, London, UK, ()2014), p. 41
10. B. M Kutty, *In Search of Solutions: An Autobiography of Mir Ghaus Bakhsh Bizenjo,* Karachi: Pakistan Study Centre University of Karachi, (2009). p. 17
11. Ibid.
12. Ibid.
13. Ibid.
14. Ibid.
15. Ibid.